Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Laysa al-Dhakaru ka-l-Unthā: A Comparative Analytical Study of Gender Equality and Islamic Justice in the Light of the Qur'ān and Urdu Exegetical Literature

لیس الذکر کالانثی: قرآن مجید اور اردو تفسیری ادب کی روشنی میں صنفی مساوات اور عدلِ اسلامی کا تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. Azhar Farid (Corresponding Author)
PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: faridpu339@gmail.com

2. Dr. Saeed Ahmad Saeedi
Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Citation

Farid, Azhar, and Dr. Saeed Ahmad Saeedi." *Laysa al-Dhakaru ka-l-Unthā:* A Comparative Analytical Study of Gender Equality and Islamic Justice in the Light of the Qur'ān and Urdu Exegetical Literature."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.2, April–June (2025): 521–533.

Submission Timeline

Received: Mar 10, 2025
Revised: Mar 23, 2025
Accepted: April 14, 2025
Published Online: May 05, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Laysa al-Dhakaru ka-l-Unthā: A Comparative Analytical Study of Gender Equality and Islamic Justice in the Light of the Qur'ān and Urdu Exegetical Literature

لیس الذکر کالأنثی: قرآن مجید اور اردو تفسیری ادب کی روشنی میں صنفی مساوات اور عدلِ اسلامی کا تجزیاتی مطالعہ

☆ اظہر فرید ☆ ڈاکٹر سعید احمد سعیدی

Abstract

This research paper critically examines the notion that Islam promotes male superiority over women, a perception often endorsed by modern liberal thought. It addresses claims that Islamic rulings on inheritance, testimony, and marriage grant men more rights and place women in a subordinate position. The paper argues that these interpretations reflect a partial understanding of Islamic teachings, which emphasize justice, balance, and complementarity rather than superiority or rivalry. Using the verse *Laysa al-Dhakaru ka-l-Unthā* ("The male is not like the female") as its foundation, this article explores how Qur'ānic teachings and Urdu tafāsīr (exegeses) highlight areas of both gender equality and distinction, not discrimination. The article points out that Islam acknowledges the natural differences between men and women while granting them equal spiritual, moral, and social worth. It further demonstrates that in several religious matters—such as reward for deeds, moral accountability, and purity laws—Islam treats men and women equally. In other areas like childbirth, menstruation, and certain exemptions in rituals, women are given compassionate allowances. These differences are rooted in divine wisdom and human nature, not inequality. Ultimately, the article concludes that Islam offers a holistic system in which men and women are partners, not opponents. Their respective roles are tailored to their natural dispositions, ensuring social harmony and individual dignity. The misinterpretations that promote the idea of inequality stem from taking isolated injunctions out of their broader ethical and spiritual context.

Keywords: Islamic Justice, Gender Equality, Urdu Exegesis, Male-Female Distinction, Women in Islam

تعارف موضوع

اسلامی تعلیمات کو لے کر جدید فکر یہ اعتراض کرتی ہے کہ اسلام میں مرد کو عورت پر ترجیح دی گئی ہے اور عورت کو دوسرے درجے کی حیثیت دی گئی ہے۔ وراثت، گواہی، تعدد ازدواج اور قوامیت جیسے احکام کو بنیاد بنا کر اسلام پر صنفی امتیاز کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق، عورت مرد کے ماتحت ہے اور اسے مساوی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ یہ تحقیقاتی مضمون ان اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ لیتا ہے اور قرآن مجید کی آیت "**لیس الذکر کالأنثی** "کو بنیاد بناتے ہوئے اسلامی تصور مساوات کو واضح کرتا ہے۔ اس مضمون میں اردو تفسیری ادب کی روشنی میں ان نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جہاں مرد و عورت کو مساوی مقام دیا گیا ہے، جیسے تخلیق، اعمال صالحہ، طہارت، شرعی احکام، اور خطابِ الٰہی میں دونوں کی برابری۔ اسی طرح وہ پہلو بھی بیان کیے گئے ہیں جہاں عورت کو خصوصی رعایت دی گئی ہے، جیسے حیض، عدت، رضاعت، اور بعض معاشرتی

☆ پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان۔

ذمہ داریاں۔ مضمون کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام مرد و عورت کو ایک دوسرے کا حریف نہیں بلکہ معاون و شریکِ کار سمجھتا ہے، اور ہر ایک کے لیے الگ دائرہ عمل اور ذمہ داریاں متعین کرتا ہے جو فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ ہیں۔

تخلیق میں مساوات:

اللہ تعالی نے مرد و عورت کو ایک مادہ تخلیق سے پیدا کیا ہے۔ دونوں کا ایک ہی مادہ خمیر ہے۔ فطری اعتبار سے تخلیق دونوں کی ایک ہے، لیکن استعداد میں فرق ہے۔ فرمان باری تعالی ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً [1]

اللہ تعالی نے مرد و عورت کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے۔ لہذا مرد و عورت بحیثیت انسان ایک ہی مادہ سے تخلیق ہوئے۔ بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں۔

پیر کرم شاہ لکھتے ہیں:

اس ارشاد سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔ انسانی برادری کے طرح طرح کے امتیازات پر ضرب لگائی گئی ہے۔[2]

کیلانیؒ اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں:

انسانی سطح پر سب انسان ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ لہٰذا ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔ قرآن میں ایک دوسری جگہ اللہ جل شانہ کے ارشاد کا مفہوم ہے: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنادیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے بیشک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے۔[3]

تدبر قران

باعتبار خلقت کسی کو کسی پر کوئی شرف و تفوق حاصل نہیں ہے۔[4]

دینی اخلاقی اعتبار سے مساوات

قرآن میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی عزت و تکریم کا باقی تمام مخلوقات پر برتری کا ذکر کیا ہے۔اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت بخشی، اور انھیں ہم نے سوار کیا (مختلف سواریوں پر) خشکی میں اور سمندر میں اور انھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور انھیں ہم نے فضیلت دی بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا۔[5] اللہ تعالی کا فرمان ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ [6]

اے ایمان والو! مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا تمسخر نہ اڑایا کرو شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اڑایا کریں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر، اور نہ برے القاب سے کسی کو بلاؤ، مسلمان ہو کر فاسق کہلانا کتنا ہی برا نام ہے، اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس روش سے) تو وہی بے انصاف ہیں۔

---

[1] An-Nisā', 4:1.
[2] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, n.d.), 1: 315.
[3] Al-Ḥujurāt, 49:13.
[4] *Tadabbur-e-Qur'ān* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, n.d.), 1.
[5] Al-Isrā', 17:70.
[6] Al-Ḥujurāt, 49:11.

عزت و تکریم میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی عزت و احترام کا حکم دیا ہے۔ مرد و زن کو تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔

جاہلی عصبیت کا خاتمہ

فرمان رسول ﷺ ہے: اللہ نے تم سے جاہلیت کے باپ دادا کے نام پر امتیازات و تفاخر ختم کر دیے ہیں، نیک، صالح لوگ اللہ کے ہاں باعزت ہیں، بدکار و شقی اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں، تم سب بنی آدم کی اولاد ہو، اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔[7]

خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات

خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ جاہلیت کے تمام قبائلی غرور و تفاخر کا خاتمہ فرما دیا تھا۔

برتری کا معیار تقویٰ

انسان کی فضیلت، رنگ نسل، زبان یا علاقائی وابستگی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ فضیلت کا معیار عمل پرہیز گاری ہے۔

يا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا عَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَى

اے لوگو تمہارا رب ایک اور ایک ہی باپ ہے، خبردار کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کالے کو سرخ پر، سرخ کو کالے پر کوئی افضلیت نہیں، سوائے پرہیز گاری و تقویٰ کے۔[8]

مرد و عورت عربی ہو یا عجمی دونوں کو، جنس، رنگ، نسل زبان یا کسی بھی خاندان یا قوم کا ہونے کی وجہ سے برتری و فضیلت نہیں۔ افضلیت کا معیار تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ آپ کے یہ الفاظ، عدل، مساوات اور انسانیت کے لیے بنیاد بنے۔

عقوبات میں مساوات

اسلام میں مرد و عورت کی عزت برابر ہے۔ کسی ایک کی عزت پر انگلی اٹھائی جائے، بہتان یا تہمت لگائی جائے۔ ہر دو کی صورت میں اسلام برابر کی سزا کا حکم دیتا ہے۔ ایسا نہیں کہ عورت پر تہمت لگائی جائے، آدھی سزا دی جائے، مرد پر لگائی جائے تو پوری سزا ہو۔

اللہ جل شانہ کے ارشاد ہے:

اور چوری کرنے والے، اور چوری کرنے والی (کی سزا یہ ہے) جو انھوں نے کیا ان کے ہاتھ بدلہ دینے کے لیے کاٹو، (اور) عبرتناک سزا اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے۔[9] اسی طرح زنا کرنے والوں کی سزا بھی ایک ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) دُرّے، اور تمہیں ان دونوں پر رحم نہ آئے (ذرا)، اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک گروہ مشاہدہ کرے[10]

مذکور قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت، اسی طرح زنا کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کو مساوی سزا کا حکم دیا ہے۔ اس میں مرد و عورت کی کوئی تفریق نہیں پائی جاتی۔

---

7 At-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā, *Sunan at-Tirmidhī* (n.p.: Dār ar-Risāla al-ʿĀlamiyya, 1430 AH/2009), ḥadīth 4300; At-Tirmidhī, *Sunan at-Tirmidhī*, ḥadīth 3554.

8 Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān* (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH/1964), 16: 342; Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, *Fatḥ al-Bārī bi-Sharḥ al-Bukhārī* (Cairo: Maktaba as-Salafiyya, 1390 AH), 6: 527.

9 Al-Māʾida, 5:38.

10 An-Nūr, 24:2.

تحفظ زندگی میں مساوات

مرد و عورت کے قتل کی صورت میں قصاص کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ کوئی ایک فرد بھی کسی دوسرے کو حقیر خیال کر کے، قتل جیسے جرم کرنے سے باز رہے۔ قصاص کے ڈر سے ہر ایک دوسرے کی زندگی کو غنیمت سمجھے قرآن مجید میں ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [11]

اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو، تاکہ (قتل کرنے سے) پرہیز کرنے لگو۔

بیٹی کی پیدائش پر ناگواری کی مذمت

ایک اور جگہ اللہ جل شانہ نے بیٹی کی پیدائش پر ناگواری محسوس کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚيَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ [12]

اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی تو (غم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے، اور وہ (رنج واندوہ سے) بھر جاتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے لوگوں (کی نظروں) سے اس بری خبر کے باعث جو دی گئی ہے اسے (اب یہ سوچتا ہے کہ) کیا وہ اس بچی کو اپنے پاس رکھے ذلت کے ساتھ یا گاڑ دے اسے مٹی میں آہ! کتنا برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔

اسی طرح بیٹیوں کے ساتھ ناروا سلوکی ایک مثال قرآن مجید میں یوں ہے کہ:

جاہلیت کی سفاکی

زمانہ جاہلیت میں بیٹی کو حقیر سمجھ کر دفن کر دیا جاتا تھا، قرآن نے اس سفاکی کا یوں نقشہ پیش کیا ہے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ [13]

اور جب زندہ در گور کی ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا۔

معاشی تنگدستی پر انسانی جان کا ضیاع

فقر و فاقہ کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ فرمان جل شانہ ہے:

جنھوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا حماقت سے، جانے بغیر یقیناً نقصان اٹھایا، اور اللہ نے جو انھیں رزق دیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر حرام کر دیا بیشک وہ گمراہ ہوگئے اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے۔ [14]

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭنَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ [15]

اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے۔ ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور انھیں بھی

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا [16]

اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے، ہم ہی رزق دیتے ہیں انھیں بھی اور تمہیں بھی۔ بلاشبہ اولاد کو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔

---

[11] Al-Baqara, 2:179.
[12] An-Naḥl, 16:58–59.
[13] At-Takwīr, 81:8.
[14] Al-An‘ām, 6:140.
[15] Al-An‘ām, 6:151.
[16] Al-Isrā’, 17:31.

تحفظ جان عورت کی ہو یا مرد کی، دونوں کی زندگی کی حفاظت کا حکم فرمان باری تعالی میں بار بار مختلف پیراوں میں دیا گیا ہے۔ بلکہ عورت کی جان کے تحفظ کا حکم بالاولی دیا گیا ہے، اس لیے کہ زمانہ جاہلیت میں بچیوں کی پیدائش باعث عار محسوس کی جاتی تھی۔

ایمان واسلام میں مساوات

قرآن مجید میں اکثر مقامات پر مذکر کے صیغے سے خطاب کیا گیا ہے، جن میں مرد و عورت سب شامل ہیں۔ لیکن یہاں پر اللہ تعالی نے خصوصا عورتوں کی فضیلت و مساوات کو ظاہر کرنے کے لیے ہر ایک کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اللہ جل شانہ کے ارشاد کا مفہوم ہے:

> بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمان بردار مرد اور فرمان بردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے اور یاد کرنے والیاں، اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔[17]

مذکور آیت کے شان نزول میں مفسرین لکھتے ہیں کہ عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ساری فضیلتیں مردوں کے لیے ہیں عورتوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ان آیات میں اسلامی اقدار کا ذکر کر دیا گیا ہے مرد و زن میں سے کوئی بھی ان اقدار کا حامل ہو گا، بلا تفریق ہر ایک اجر کا مساوی مستحق ہو گا۔ جہاں پر بھی ارکان ایمان و اسلام کا حکم آیا ہے اس سے مرد و عورت دونوں مراد ہیں۔ اسلام مرد و عورت کو برابر کی سطح پر ایمان و اسلام قبول کرنے، اس کی شرائط پر پورا اترنے کی ترغیب دیتا ہے۔

احکام شرعیہ میں مساوات

اسلام میں نماز روزہ، زکوۃ، حج مرد و عورت دونوں پر فرض کیا گیا ہے، بلکہ بعض خاص صورتوں میں عورت کو ان احکام میں بھی مرد کی نسبت رعایت دی گئی ہے، ان کے لیے آسانی کا معاملہ اختیار کیا گیا ہے۔

تعذیب مرد وزن

مرد وعورت میں سے کسی ایک کو اذیت پہنچانے پر اللہ نے ایک ہی انداز میں سرزنش کا اظہار کیا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

> **وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا**[18]
>
> اور جو لوگ دل دکھاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کا بغیر اس کے کہ انھوں نے کوئی (معیوب) کام کیا ہو، تو انھوں نے (اپنے سر پر) بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔

بیشک جن لوگوں نے ایذادی مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا[19]

مذکور قرآنی آیت کے مفہوم سے مترشح ہوتا ہے کہ مومن مردوں و عورتوں کو ذہنی و جسمانی تکلیف پہنچانے پر عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

طلب مغفرت میں مساوی ہدایات

اللہ تعالی نے گناہوں سے معافی مانگنے کے لیے دونوں کو ایک ہی طریقہ سے خطاب کیا ہے،

> **فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ**[20]

[17]Al-Aḥzāb, 33:35.
[18]Al-Aḥzāb, 33:58.
[19]Al-Burūj, 85:10.

پس آپ جان لیں کہ نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے، اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے، نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لیے، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے اور آرام کرنے کی جگہوں کو بھول چوک یا گناہ سرزد ہو جانے کی صورت میں مومن مرد و عورت کو استغفار کی تلقین کی گئی ہے۔

آنکھ و شرمگاہ کی حفاظت

مرد و عورت دونوں کو اپنی آنکھوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ مرد و عورت کے تزکیہ نفس کے لیے آنکھوں کو نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اور آپ حکم دیجیے ایمان دار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں، اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی۔[21]

مذکور آیات میں مرد وزن کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی ایک کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ آنکھوں و شرمگاہ کی حفاظت کرنے پر اجر میں دونوں کو جنت کی نوید سنائی گئی ہے۔

سر تسلیم خم کا حکم

اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ آجانے پر بے چون وچرا اطاعت کرنے کی تعلیمات دی گئی ہیں۔ فرمان جل شانہ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا[22]

نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرما دیں، تو پھر انھیں اپنے اس معاملہ میں کوئی اختیار ہو، اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مومن مردوں و عورتوں کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے، اللہ فرماتے ہیں کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیر خواہ بھی ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ[23]

نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، حکم کرتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں برائی سے اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی لوگ ہیں جن پر ضرور رحم فرمائے گا اللہ، بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مذکور آیت سے مستنبط ہوتا ہے کہ اسلام میں مرد و عورت ایک دوسرے کے خیر خواہ و مددگار ہیں نہ کہ حریف جو کہ باہم سرپیکار ہوں۔

ایک ہی صیغہ سے مرد وزن کو خطاب

جس طرح قرآن مجید میں اکثر مقامات پر مرد وزن کو مذکر کے صیغے سے خطاب کیا گیا ہے، اسی طرح احادیث میں بھی دو صنفوں کو ایک ہی طرز انداز میں خطاب کیا گیا ہے۔"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ[24]، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ

---

[20] Muḥammad, 47:19.
[21] An-Nūr, 24:30–31.
[22] Al-Aḥzāb, 33:36.
[23] At-Tawba, 9:71.

وَوَلَدِهٖ [25] جس مرد وعورت کی زبان وہاتھ دوسرے مسلمان محفوظ ہوں وہ ہی مذکور حدیث کے مطابق صحیح مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ دوسری حدیث میں مرد وعورت کو والدین اور اولاد سے بڑھ کر نبی ﷺ سے محبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قیامت کے روز جزاو سزا میں مساوات

خیر وشر میں مساوی ہیں، قیامت کے روز اعمال کے مطابق برابر جزاء سزا دی جائے گی۔ قرآن مجید میں ہے:

جو بھی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت جنت میں داخل کر دیا جائے گا بشر طیکہ وہ ایمان والا ہو، اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔[26]

مذکور مفہوم کی آیت کو دیگر انداز میں ایک اور جگہ بیان فرمایا ہے:

جو کوئی ایمان والا نیک عمل کرے گا وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ اور اس کے اعمال کی بہترین جزاء دیں گے۔[27]

دوسری جگہ فرمان باری تعالی ہے:

میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت[28]

مذکور قرآنی آیات کے مفاہیم سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں مرد وعورت کے مقام کا فرق نہیں ہے، ان میں سے جو بھی نیک عمل کرے گا، وہ قیامت کے روز اجر عظیم کا مستحق ہو گا۔ قرآنی مجید میں سورۃ النساء کی آیت:34 میں استعمال ہونے والے لفظ 'قوام' سے اشکال پیدا کیا جاتا ہے کہ مرد وعورتوں پر قوام ہیں، ان پر مطلق فوقیت رکھتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا

مرد محافظ ونگران ہیں عورتوں پر، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے مرد اپنے مالوں سے خرچ کرتے ہیں (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لیے) نیک عورتیں (اپنے مردوں کی) اطاعت گزار ہوتی ہیں (مردوں) کی غیر حاضری میں ان حقوق کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت اللہ نے چاہی، اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا اندیشہ ہو تمہیں (پہلے نرمی سے) انھیں سمجھاؤ (پھر بھی نہ مانیں) انھیں اپنی خواب گاہوں سے الگ کر دو اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) انھیں مارو، پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ تلاش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔[29]

لفظ "قوام" کی دلالت

کیلانیؒ لکھتے ہیں، لفظ قوام سے مراد سربراہ و منتظم ہے، جس پر معاشی ومالی ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں۔[30]

---

[24] Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Al-Jāmiʻ aṣ-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, n.d.), ḥadīth 10.

[25] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʻ aṣ-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth 14–15.

[26] An-Nisā', 4:124.

[27] An-Naḥl, 16:97.

[28] Āl ʻImrān, 3:195.

[29] An-Nisā', 4:34.

30 Kīlānī, ʻAbd ar-Raḥmān, *Taysīr al-Qur'ān* (Lahore: Maktaba Dār as-Salām, 1432 AH), 1: 396.

پیر کرم شاہ اس لفظ پر روشنی ڈالتے ہیں اس سے مراد، ضروریات کو پوری کرنے والا، نگہبانی و حفاظت کرنے والے کو عربی میں قوام کہا جاتا ہے۔[31]
مفسرین کے بیان کردہ نکات سے واضح ہوتا ہے کہ قوام سے مراد مرد پر اضافہ داریوں کا بوجھ ہے، جس سے عورت کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

لفظ "قوام" مبالغہ کا صیغہ

قوام کا لفظ مبالغے کا صیغہ ہے، جو مردوں پر مزید ذمہ داریوں کے ڈالنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قوام کا مطلب یہ نہیں کہ مرد افضل ہے اور عورت کمتر، اخلاق و کردار میں بعض عورتیں مردوں سے بھی کئی گنا افضل ہوتی ہیں۔

مرد کی مطلق برتری نہیں

قوام کا لفظ محض برتری و فوقیت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس سے مراد اضافی معاشرتی ذمہ داریاں ہیں۔ جن سے عورتوں کو ماوراء قرار دیا گیا ہے۔ یہ لفظ استبدادی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ یہ علم و حکمت اور عدل پر مبنی ایک اضافی ذمہ داری ہے، جسے ادا کرنے کی ذمہ داری مرد پر ڈال دی گئی ہے۔ فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ کار میں افضلیت حاصل ہے۔ ہر ایک کی دوسرے پر فضیلت ہے۔

بعض عورتوں کی فضیلت

کیا ہر مرد سیدہ خدیجہ، عائشہ و فاطمہ اور سیدہ سلمہ سے زیادہ فہم و فراست والا ہے جن کی آراء کو رسول اللہ ﷺ ترجیح دیتے تھے۔
بعض عورتوں کی عظمت کے سامنے مرد بھی انگشت بدنداں ہیں۔ اللہ تعالی نے بعض عورتوں کو وہ ہمت و حوصلہ دیا جن کے سامنے مرد بھی حیران و ششدرہ رہ جاتے ہیں، اس کی مثال حضرت ہاجرہ جنھوں نے جنگل بیاباں و صحرا میں صبر و ثابت قدمی کی مثال قائم کردی۔

قوامیت کے لوازمات

قرب حق اور حسن عمل کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں، تاہم خاندان و معاشرت کی انتظامی ذمہ داری مرد کو دی گئی ہے۔ عورت زیادہ قیمتی ہے مرد کو اس کا نگہبان مقرر کیا۔

مرد کی قوامیت

معاشی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے مرد کو عورت کا نگہبان مقرر کیا ہے تاکہ وہ کبھی بھی تنہائی محسوس نہ کرے۔ پیر کرم شاہ لکھتے ہیں مرد کے قوامیت کی خوبی کسی تعصب کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی مالی ذمہ دار کی وجہ سے ہے۔ قرآن میں ہے کہ

وَّبِمَآ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ‌ؕ

وہ اپنے مال ان پر خرچ کرتے ہیں۔

عورتوں کے مالی اختیار

وعاشروھن بالمعروف، رواج کے مطابق ان کے رہنے سہنے کا انتظام کیا جائے، ان پر سختی نہ کی جائے، معروف کاموں میں بیوی کی اطاعت کی جائے، حق مہر، نفقہ، وراثت مال کی تصریف و تملیک میں اختیار، قرض، لین دین، خرید و فروخت، صدقہ، وقف، مباشرت، اجارہ اور تبرع یہ سب عورت کے حقوق ہیں۔ مرضی کے مطابق جیسے چاہے اپنے مال کا استعمال کر سکتی ہے۔
ان سب کے بارے قرآنی آیات سے دو امثلہ پیش کی جاتی ہیں
ایک جگہ باری تعالی کا فرمان!

عورتوں کے لیے وہی کچھ ہے جو انہوں نے کمایا[32]

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے؛

---

31 Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān*, 1: 341.
32 An-Nisā', 4:22.

اور (اپنی) عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی دیا کرو، پھر اگر وہ تمہیں اس میں سے کچھ حصہ بخش دیں تو اسے خوش دلی سے لذت حاصل کرتے ہوئے خوشگوار سمجھتے ہوئے کھاؤ۔[33]

ایک عورت کو خاوند کی طرف سے دیا جانے والے مال واپس نہیں لیا جا سکتا ہے، چاہے ان کو کوئی خزانہ بھی دے رکھا ہو۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق انہیں استعمال کر سکتی ہے۔

آدھی گواہی کی معنویت

عورت کی آدھی گواہی صنف کے کمتر ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ یہ اس کا دارئرہ کار نہیں، دو عورتوں کی گواہی ایک مرد برابر کیوں؟ تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے، بعض مرد بھی زیادہ بھلکڑ ہوتے ہیں لیکن یہ استثنائی صورت ہے، مالی معاملات، عقوبات و قصاص میں عورتوں کی شہادت قبول نہیں، عورت کی گواہی کو ناپسندیدہ اس لیے قرار دیا کہ عدالتوں میں اس کی تذلیل نہ ہو، احترام میں عورت کو برتری حاصل ہے اس سے وہ کام نہ کروائے جائیں جو کمتر گھٹیا سمجھے جاتے ہیں۔ بعض شرعی معاملات میں عورت کو مرد پر ترجیح بعض معاملات میں عورت کی گواہی کو ترجیح۔ بعض معاملات میں صرف عورتوں کی شہادت کو قبول کر کے رسول اللہؐ نے فیصلہ سنایا۔

اس سلسلے میں علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

حضرت عقبہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت (ام یحیٰ بنت وہاب) سے شادی کی 'ایک اور عورت نے آ کر کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے 'میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں جا کر یہ واقعہ عرض کیا 'آپ نے فرمایا: تم اس عورت کو اب نکاح میں کس طرح رکھ سکتے ہو جب کہ یہ شہادت ہو چکی ہے۔ اس عورت کو طلاق دے دو۔[34]

وہ تمام امور جن پر مرد مطلع نہیں ہوتے 'مثلاً حیض 'عدت 'رضاعت 'ولادت 'بکارت 'اور عورتوں کے عیوب وغیرہ ان میں صرف ایک عورت کی گواہی بھی جائز ہے 'کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جن چیزوں کو دیکھنے کی مرد استطاعت نہیں رکھتے ان میں عورتوں کی گواہی جائز ہے[35]۔

احادیث میں بعض ایسے معاملات، ولادت، استہلال، رضاعت، عیوب تحت الثیاب، رتق، قرن، بکارہ، والثیابۃ والبرص کا ذکر ہے جن کے بارے میں ایک عورت کی گواہی کا اعتبار کیا جاتا ہے[36]۔

تعدد ازواج رخصت نہ کہ حکم

فکر مغرب سے متاثرین افراد تعدد ازدواج کے مسئلے پر تنقید کرتے ہیں[37]۔ کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا حکم، پہلے سے موجود بیویوں کے ساتھ زیادتی ہے۔

پیر کرم شاہ اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ایک سے زیادہ شادیوں کرنے کا حکم نہیں بلکہ رخصت ہے[38]۔ اس سے کسی بھی ملک و علاقے کے لوگ اپنے رسم و رواج یا ضروریات کے مطابق فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ان کے اخراجات برابری کے ساتھ پورے کیے جائیں۔

---

[33] An-Nisā', 4:4.

[34] Al-Bukhārī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Jāmi' aṣ-Ṣaḥīḥ* (Karachi: Nūr Muḥammad Aṣaḥ al-Maṭābi', 1381 AH), 1: 363, Kitāb ash-Shahāda, Bāb Shahādat al-Murḍi'a, ḥadīth 5094.

[35] Al-Marghīnānī, Abū al-Ḥasan 'Alī ibn Abī Bakr, *Hidāya Ākhirīn* (Multan: Maktaba Shirkat 'Ilmiyya, n.d.), 155.

[36] Sa'īdī, Ghulām Rasūl, *Tabyīn al-Qur'ān* (Lahore: Farīd Book Stall, 1430 AH/2009), 1: 1011–1013.

[37] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān*, 1: 317.

[38] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān*, 1: 317.

تعدد ازدواج کی مشروط اجازت

عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ:

> تعدد ازواج کی مشروط اجازت دی گئی ہے، کہ تمام بیویوں کے ساتھ منصفانہ وعادلانہ سلوک کیا جائے۔ ان کے نان ونفقہ پورے کیے جائیں، ضروریات زندگی کا خیال رکھا جائے، حتی کہ شب بسری میں بھی باری مقرر کی جائے۔[39]

مرد وعورت کا طبعی تفاوت

مرد کی طبعی کیفیات عورت سے جداگانہ ہوتی ہیں، مرد میں جنسی رغبت عورت سے زیادہ ہونے کا سبب یہ کہ مرد کو ان مراحل سے نہیں گزرنا پڑتا، جن سے عورت گزرتی ہے۔ مثال کے طور ایام خاص، استقرار حمل، ولادت، رضاعت ننھے بچوں کی پرورش وتربیت کے مراحل، عورت کو مصروف رکھتے ہیں[40]۔

نصف وراثت کی حکمت

قرآن مجید میں ہے کہ ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر وراثت میں سے حصہ دیا جائے گا، گویا مرد کو عورت سے دگنا حصہ دیا جاتا ہے۔

عورت کو وراثت میں نصف حصہ دیئے جانے کے اشکالات پر مفسرین رقمطراز ہیں:

> عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ لڑکے کو دگنا حصہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا جاتا ہے، عورت مالی ذمہ داریوں سے آزاد ہے۔، اسی طرح جب مرد کمانے کی ذمہ داریوں سے فارغ ہو جاتا ہے، باپ، دادا وغیرہ تو اس کا حصہ بھی عورت (ماں، دادی) کے برابر ہو جاتا ہے۔[41]

پیر کرم شاہ بھی مرد کے دگنا حصہ اور عورت کے نصف حصے کی حکمت پر اظہار خیال کرتے ہیں کہ:

> لڑکی پر کسی قسم کی مالی ذمہ داری نہیں شادی سے پہلے ماں باپ اخراجات پورے کرنے کے ذمہ دار ہیں، شادی کے بعد اس کی رہائش، کھانے پینے اور لباس کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری خاوند پر ہوتی ہے۔ اس کی اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت کے اخراجات بھی خاوند کے ذمے ہوتے ہیں، ان کے علاہ عملی زندگی میں جہاں بھی سرمایہ کی ضرورت ہو گی، اس کا مہیا کرنا شوہر کے ذمہ ہوتا ہے۔ یہ کچھ حقائق ہیں جن کے پیش نظر عورت کو وراثت میں نصف دیا جاتا ہے۔[42]

احکام شریعہ میں بعض تخفیفی پہلو

خاص صورتوں یا بعض احکامات میں عورتوں کو مردوں کی نسبت رعایت وترجیح دی گئی ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

نفاس، حیض کی صورت میں : نماز کی رخصت، روزوں کی قضاء کا حکم، ، مناسک حج میں عورت کے لیے تخفیفی احکام، سعی، احرام، حلق، تلبیہ، اضطباع، رمل، استلام جیسے احکامات میں عورت کے ساتھ نرمی والے پہلو کا حکم دیا گیا، تاکہ عورت کی مشکلات کو کم کر کے، اس کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں۔

عورتوں کی خداد صلاحیتیں

مرد عورت کے برابر نہیں

عورتوں کی خداد فطری صلاحیتیں بعض ایسی ہیں جو کہ مردوں میں نہیں، بچوں کی تولید، رضاعت، پرورش وغیرہ ایسے کام ہیں جو کہ مردوں کے بس میں نہیں۔

---

[39] Kīlānī, ‘Abd ar-Raḥmān, *Taysīr al-Qur’ān*, 1: 347.
[40] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā’ al-Qur’ān*, 1: 317.
[41] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā’ al-Qur’ān*, 1: 362.
[42] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā’ al-Qur’ān* , 1: 323.

مرد کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے۔ تو عورت بحیثیت انسان ساری ہی افضل ہے۔

دین و عقل میں کمتر کی معنویت

حسن تدبیر کی ملکہ

عید کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو دوزخ سے بچانے کے لیے صدقہ کی تلقین کی۔ اس کے ساتھ ایک ایسا حکیمانہ جملہ کہا جو عورتوں کی خداداد صلاحیتوں اور ان کی ذہانت و فطانت کی نمائندگی کرتا ہے۔ فرمایا: میں نے دین و دانش میں کسی کمتر خاتون کو نہیں دیکھا جو ذہین سے ذہین مرد کو بھی پاگل نہ کر سکتی ہو[43]۔ اس جملے میں عورتوں کا سیانے سے سیانے اور چالاک سے چالاک مرد کو بھی شیشے میں اتارنے کی صلاحیت کا اظہار ہے۔ اور ان کے حسن تدبیر کی داد ہے۔ جس کے سامنے مرد فہم و فراست کے لباس سے عاری دکھائی دیتا ہے۔ ممکن ہے مردوں کو یہ تعریف پسند نہ آئی ہو اور انھوں نے دین و دانش میں کمتر کے الفاظ کو موضوع بحث بنا لیا ہو۔

مرد و عورت کے طبعی اختلاف کے مظاہر

مرد و عورت کے فطری و طبعی اختلاف میں بھی کچھ حکمتیں ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مرد و عورت کا فطری تفاوت، محبت والفت کا مظہر

ایک دوسرے سے مختلف ہونا ہی محبت کی اساس ہے۔ خوبصورتی اختلاف سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ فرض کریں دنیا کے تمام انسان عقل و دانش، فہم و فراست، قد و قامت، شکل و صورت، بول چال، عادات و اطوار میں ایک جیسے ہوں، اسی طرح کائنات کی تمام اشیاء قدرتی مناظر، پہاڑ، دریا سمندر ہوں یا آب و ہوا اور موسم، یا کھانے کی تمام اشیاء رنگ و بو ذائقہ میں ایک جیسی ہوں، تو زندگی کا مزہ ہی ختم ہو جائے گا۔

بقائے انسانی کی ضمانت

مرد و عورت میں طبعی طور پر اختلاف نہ ہوتا تو نسل انسانی آگے نہ بڑھتی۔ ان کی آپس میں محبت نہ ہوتی، سب کی شکلیں، چہرے آوازیں، سوچ ایک جیسی ہوتی تو دنیا حسن عشق سے نا آشنا ہوتی، اگر ہمیں اپنے خلا پر کرنے کے لیے دوسروں کی ضرورت نہ ہوتی جو ہم سے مختلف ہیں تو محبت نام کی کوئی شے نہ ہوتی، اختلاف کو فکری ارتقاء محبت، سیرابی کے معنوں میں رکھا جائے ورنہ زندگی کے بندھن ٹوٹ جائیں گے۔ اختلاف خلاف و شقاق بن جائے گا۔

لَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰى کے تفسیری محتویات

کیلانیؒ لکھتے ہیں:

> یہ بطور جملہ معترضہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو یہ کہہ کر تسلی دی ہے کہ یہ لڑکی لڑکے سے بدرجہا افضل ہے۔ حتیٰ کہ کوئی بھی لڑکا اس لڑکی کے جوڑ کا نہیں۔ لہٰذا افسوس کرنے کی کوئی بات نہیں۔[44]

پیر کرم شاہؒ لکھتے ہیں:

> یہ ارشاد باری ہے جو بطور جملہ معترضہ حضرت حنہ کے کلام کے درمیان میں لایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس بچی کی ولادت مقام افسوس نہیں ہے۔ جس لڑکے کی آرزو تم کیا کرتی تھیں وہ اس بچی کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے جو ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہے۔ اس کی ذات سے برکت و رحمت اور ہدایت کی جو کرنیں پھوٹیں گی وہ تو ایک عالم کو منور کر دیں گی۔ اس جملہ کے بعد پھر حضرت حنہ کا کلام ہے[45]۔

---

[43] Al-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ,* ḥadīth 79.
[44] Kīlānī, ʻAbd ar-Raḥmān, *Taysīr al-Qur'ān*, 1: 262.
[45] Pīr Karam Shāh, *Ḍiyā' al-Qur'ān*, 1: 224.

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں (اس لڑکی کی شان) کو جو انھوں نے جنی اور (کسی طرح بھی) وہ لڑکا (جو انھوں نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہیں (ہو سکتا تھا، بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہے کہ اس کے کمالات و برکات عجیب و غریب ہوں گے، یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ کے تھا۔

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ

اس جملے سے دو معنی اخذ ہوتے ہیں اوّلًا: اگر یہ قول حضرت مریم (علیہ السلام) کی والدہ کا مانا جائے تو ترجمہ یوں ہوگا: اور لڑکا لڑکی کی مانند تو نہیں ہوتا۔ اگر لڑکا ہوتا تو میں اسے خدمت کے لیے وقف کر دیتی 'یہ تو لڑکی ہوگئی ہے۔ ثانیًا: اگر اس قول کو اللہ کی طرف سے مانا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ کوئی بیٹا ایسا ہو ہی نہیں سکتا جیسی بیٹی تو نے جنم دی ہے۔ اور لڑکی ہی افضل ہے۔ اب مریم (علیہ السلام) کی والدہ کا کلام شروع ہوا۔[46]

خلاصہ بحث

اس مضمون میں مرد و عورت کے درمیان مساوات اور فرق کے اسلامی تصور کو قرآن و سنت اور اردو تفسیری ادب کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ ان اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کے مطابق اسلام عورت کو کمتر حیثیت دیتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے مرد و عورت دونوں کو ان کے فطری دائرہ کار کے مطابق ذمہ داریاں سونپی ہیں اور انہیں برابر عزت و مقام عطا کیا ہے۔ بعض احکام میں فرق ضرور ہے، مگر یہ فرق انصاف اور مصلحت پر مبنی ہے، نہ کہ تفریق یا ظلم پر۔ کئی مقامات پر عورت کو رعایت دی گئی ہے جو اس کی عزت افزائی کی دلیل ہے۔ اسلام کا پیغام توازن، عدل، اور تکمیلِ انسانی ہے، نہ کہ صنفی تفریق۔ اس لیے جدید فکر کا یہ اعتراض کہ اسلام مرد کو فوقیت دیتا ہے، ناقص فہم اور غیر متوازن مطالعے پر مبنی ہے۔ اسلام مرد و عورت دونوں کو شریکِ کار بنا کر ایک فلاحی اور متوازن معاشرہ تشکیل دینے کا خواہاں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ aṣ-Ṣaḥīḥ*. Karachi: Nūr Muḥammad Aṣaḥ al-Maṭābiʻ, 1381 AH.
* Al-Marghīnānī, Abū al-Ḥasan ʻAlī ibn Abī Bakr. *Hidāya Ākhirīn*. Multan: Maktaba Shirkat ʻIlmiyya, n.d.
* Al-Qurṭubī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān*. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH.
* Al-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Abū al-Ḥasan. *Al-Jāmiʻ aṣ-Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, n.d.
* At-Tirmidhī, Abū ʻĪsā Muḥammad ibn ʻĪsā. *Sunan at-Tirmidhī*. n.p.: Dār ar-Risāla al-ʻĀlamiyya, 1430 AH.
* Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, Aḥmad ibn ʻAlī. *Fatḥ al-Bārī bi-Sharḥ al-Bukhārī*. Cairo: Maktaba as-Salafiyya, 1390 AH.
* Kīlānī, ʻAbd ar-Raḥmān. *Taysīr al-Qur'ān*. Lahore: Maktaba Dār as-Salām, 1432 AH.
* Pīr Karam Shāh. *Ḍiyā' al-Qur'ān*. Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, 1416 AH.
* Saʻīdī, Ghulām Rasūl. *Tabyīn al-Qur'ān*. Lahore: Farīd Book Stall, 1430 AH.
* Shafīʻ, Muftī Muḥammad. *Maʻārif al-Qur'ān*. Karachi: Idāra Maʻārif al-Qur'ān, 1429 AH.

[46] Shafīʻ, Muftī Muḥammad, *Maʻārif al-Qur'ān* (Karachi: Idāra Maʻārif al-Qur'ān, 1429 AH/2008), 2: 57.